109768 ـ رمضان كے آخری عشرہ میں قیام اللیل كی دو حصوں میں تقسیم

سوال

برائے مہربانی رمضان كے آخری عشرہ میں قیام اللیل كو حصوں میں تقسیم كرنے كے متعلق علماء كرام كے اقوال بیان فرمائیں كہ كچھ قیام رات كے اول میں اور كچھ آخر میں كرتے ہیں جیسا كہ آج كل اكثرمساجد میں ہو رہا ہے، اور اس كے ساتھ اگر ممكن ہو سكے تو دلائل بھی ذكر كریں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

رمضان المبارك كی راتوں میں رات كو قیام اور دوسری عبادات كرنا مستحب ہے، اور خاص كر آخری عشرہ كو مزید عبادت و تہجد كے لیے مخصوص كرنا چاہیے تا كہ اللہ كی مغفرت و بخشش اور رحمت طلب كی جا سكے، اور لیلۃ القدر كا حصول بھی ہو جو كہ ایك ہزار راتوں سے افضل ہے.

پھر نماز تراویح تو قیام اللیل میں شمار ہوتی ہیں اور اسے تراویح اس لیے كہا جاتا ہے كہ ركعات كے درمیان كچھ راحت كرنے كے لیے بیٹھا جاتا ہے، اس لیے اس میں وسعت پائی جاتی ہے، اور آدمی كے لیے رات كے وقت جتنی چاہے ركعات ادا كرنی جائز ہیں اور جس وقت چاہے ادا كر سكتا ہے.

الموسوعۃ الفقہیۃ میں درج ہے:

" رمضان المبارك كی راتوں میں قیام كرنے كے مسنون ہونے میں كوئی اختلاف نہیں، كیونكہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس نے بھی رمضان المبارك میں ایمان اور اجروثواب كی نیت سے قیام كیا اس كے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں "

اور فقہاء كرام كا كہنا ہے كہ: تراویح قیام رمضان ہیں؛ اس لیے افضل و بہتر یہی ہے كہ رات كا اكثر حصہ اسع بادت میں بسر كیا جائے؛ كیونكہ یہ قیام اللیل ہے " انتہی

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (34 / 123).

آج كل خاص كر آخرى عشرہ ميں جو اكثر امام عشاء كى نماز كے بعد لوگوں كوتراويح پڑھاتے ہيں اور پھر رات كےآخرى حصہ ميں دوبارہ مسجد آ كر قيام كرتے ہيں يہ مشروع ہے ممنوع نہيں، اور اس كے ليے كوئى ايسى دليل نہيں جو منع كرتى ہو.

مقصود يہ ہے كہ آخرى عشرہ ميں حسب استطاعت جدوجھد كى جائے اور رات كو بيدار رہا جائے، اور اگر انسان رات كو دو حصوں ميں تقسيم كرے كہ كچھ رات كى ابتدا ميں عشاء كے بعد كچھ قيام كر لے اور پھر سو جائے اور رات كے آخرى حصہ ميں اٹھ كردوبارہ قيام كرے يا قرآن مجيد كى تلاوت كرے تو يہ بہتر اور افضل ہے.

شيخ عبد اللہ بابطين كہتے ہيں:

" مسئلة:

رمضان المبارك كے آخرى عشرہ ميں عادت سے زيادہ قيام كرنے كا بعض لوگ انكار كرتے ہيں اس كا جواب يہ ہے كہ:

اس كے انكار كا سبب يہ ہے كہ اغلب طور پر عادت نہيں اور پھر سنت سے جہالت ہے كہ جس پر صحابہ كرام اورتابعين عظام اور آئمہ كرام تھے اس كا لوگوں كو علم نہيں.

اس كے بارہ ميں ہم يہى كہيں گے كہ: احاديث ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے رمضان المبارك ميں قيام كى ترغيب ثابت ہے، اور خاص كرآخرى عشرہ ميں تو اس كى اور بھى تاكيد آتى ہے.

جب يہ واضح ہوگيا كہ تراويح كى ركعات كى تحديد نہيں اور سب علماء كے ہاں اس كا وقت نماز عشاء كى سنتوں كے بعد سے لے كرطلوع فجر تك ہے، اور آخرى عشرہ كى راتوں كو بيدار رہنا سنت مؤكدہ ہے، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے كئى راتيں باجماعت تراويح پڑھائيں تو پھر پہلے عشرہ ميں ايسا كرنے والے شخص آخرى عشرہ ميں كرنے والے پراعتراض كيسے كرتا ہے.

رات كى ابتدا ميں نماز ادا كرتا ہے جس طرح وہ رمضان كى ابتدا ميں ليكن وتر نہيں پڑھتا اور پھر بعد ميں جتنى آسانى ہو ادا كرتا ہے اس سب كو قيام كہا جائيگا.

اور ہو سکتا ہے انکار کرنے والے کوفقھاء کے اس قول سے دھوکہ ہوا ہو کہ مستحب یہ ہے کہ قرآن مجید ایک بار قرآن مجید ختم کرنے سےزائد نہ پڑھے، لیکن مقتدیوں پر زیادہ پر ترجیح دیتے ہوں.

اس کی علت انہوں نے یہ بیان کی ہے تا کہ ایک بار سے زائد بار قرآن ختم کرنے میں مقتدیوں کو مشقت نہ ہو، یہ نہیں کہ شرعی طور پر زیادہ مشروع نہیں، ان کی کلام اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر مقتدی ایک بار ختم کرنے سے زیادہ کو ترجیح دیتے ہوں تو مستحب ہے، اور اس کی تصریح علماء کے اس قول میں ہےکہ: الا یہ کہ مقتدی زیادہ کو ترجیح دیتے ہوں.

لوگوں کی زبان پر رات کی ابتدا میں کیے جانےوالے قیام کو تراویح کا نام چلنا اور اسے تراویح کہنا اور بعد میں کیے جانے والے قیام کو تہجد کہنا یہ عوامی تفریق ہے، حالانکہ یہ سب قیام ہی ہے.

بلکہ اسے قیام رمضان کو تراویح کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ ہر چار رکعت کے بعد لوگ تھوڑا آرام کرتے تھے کیونکہ وہ نماز لمبی ادا کرتے تھے، (یعنی سنت کے مطابق آٹھ رکعت) اس کا انکار کرنےوالے کا سبب یہ ہے کہ وہ جہاں رہتا ہے اس علاقے کےلوگ ایسا نہیں کرتے اور یہ ان کی عادت کی مخالفت ہے، اور اس دور کے اکثر لوگوں کی بھی عادت نہیں اور اسی طرح وہ سنت نبویہ سے بھی جاہل ہے اور آثار کا بھی علم نہیں.

اور اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین عظام جس طریقہ پر تھے اس سے بھی جاہل ہے، اور کچھ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں آخری عشرہ میں جو ہماری بعد والی نماز ہے اسے بعض علماء نے ناپسند کیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ تعقیب والی نماز تو وہ کہلاتی ہے جو نماز تراویح اور وتر سے فارغ ہو کر باجماعت ادا کی جائے.

نماز تعقیب کی تعریف میں سب فقہاء کی کلام یہی ہے کہ وہ تراویح اور نماز وتر کے بعد باجماعت نفلی نماز ہے، اس طرح ان کی کلام سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ نماز وتر سے قبل نماز تعقیب نہیں کہلائیگی " انتہی مختصرا

دیکھیں: الدرر السنیۃ (4 / 364).

اور شیخ صالح الفوزان اپنی کتاب " اتحاف اہل الایمان بمجالس شھر رمضان " میں رقمطراز ہیں:

" رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کرتےہوئے اپنی جدوجھد اور عبادت زیادہ کر دیتے ہیں، تا کہ لیلۃ القدر کا حصول ہو کیونکہ یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے.

اس لیے جو لوگ ابتدا رمضان میں تئیس رکعات ادا کرتے ہیں وہ آخری عشرہ میں اسے تقسیم کر دیتے ہیں اس طرح

وہ رات کی ابتدا میں دس رکعات ادا کرتے ہیں جسے وہ تراویح کا نام دیتے ہیں، اور رات کےآخری حصہ میں دس رکعات اور وتر ادا کرتے ہیں اور یہ رکعات پہلی رکعتوں سے عموما لمبی ہوتی ہیں اور اسے قیام یا تہجد کا نام دیتے ہیں.

یہ صرف نام کا اختلاف ہے وگرنہ ساری رکعات کو تراویح یا قیام کہنا جائز ہے، اور جو شخص ماہ کے ابتدا میں گیارہ یا تیرہ رکعات ادا کرتا تھا اور آخری عشرہ میں دس رکعات کا اضافہ کر کے رات کے آخری حصہ میں لمبی کرکے ادا کرتا ہے تا کہ آخری عشرہ کی فضیلت کو پا سکے اور خیر و بھلائی میں زیادہ جدوجھد کر سکے تو جائز ہے،

اور اس کی دلیل سلف صحابہ کرام ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے علماء بھی ایسا کرتےتھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس طرح انہوں نے دونوں قول جمع کر لیے پہلے بیس دن تو تیرہ رکعات اور دوسرا قول تئیس رکعات والا آخری عشرہ میں " انتہی

مزید آپ سوال نمبر (82152) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

یہاں یہ بات ضروری ہے کہ تراویح میں سنت گیارہ رکعات ہی ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی ثابت ہیں.

واللہ اعلم .